السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک شخص کی شادی کسی دوسرے شخص کی ہمشیرہ سے ہوئی۔ اب دوسرا شخص چاہتا ہے کہ اس کی شادی اپنے بہنوئی کی بہن سے ہوجائے، اس سے پہلے کسی قسم کی کوئی شرط یا معاہدہ طے نہیں پایا۔ کیا ایسی صورت میں شادی کرنا شریعت میں جائز ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں فتویٰ دیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کسی قسم کی سابقہ شرط کے بغیر آپس میں ایک دوسرے کی ہمشیرہ سے شادی کرنا کوئی جرم نہیں ہے بلکہ صلہ رحمی کی ایک بہترین صورت ہے لیکن عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ آبائی رسم ورواج کی پابندی کے لئے ظاہری طور پر کسی مسئلہ کے جواز کا سہارا لے لیا جاتا ہے، لہٰذا اس کی وضاحت کرنا انتہائی ضروری ہے۔ ہمارے ہاں بے شمار ایسی رسوم ہیں جو شریعت اسلامیہ کے سراسر منافی ہیں۔ ان میں ایک رسم نکاح وٹہ سٹہ بھی ہے۔ جسے عربی زبان میں ''نکاح شغار'' کہا جاتا ہے۔ دین اسلام میں یہ ناجائز اور حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم امتناعی جاری فرمایا ہے ارشاد نبوی ہے کہ ''اسلام میں نکاح وٹہ سٹہ کا کوئی وجود نہیں ہے۔'' [[صحیح مسلم، النکاح: ۳۴۶۹

مذکورہ روایت میں ہی شغار کی بایں الفاظ تعریف کی گئی ہے کہ ''ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ تم اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کردو میں اپنی بچی کا نکاح تجھ سے کردیتا ہوں۔'' یہ تعریف ہمارے ہاں وٹہ سٹہ میں صادق آتی ہے سابقہ شرط کے بغیر تبادلہ نکاح اگرچہ جائز ہے، تاہم اختلاف کے وقت منفی اور انتقامی جذبات خودبخود فریقین میں سرایت کرجاتے ہیں۔ چونکہ انجام اور نتیجہ کے لحاظ سے اس طرح کا تبادلہ کوئی مفید چیز نہیں ہے، جیسا کہ تجربات اس کی شہادت دیتے ہیں۔ صورت مسئولہ میں ظاہری طور پر اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی لیکن اس کا نتیجہ شغار جیسا ہوگا۔ اصل دارومدار نیت پر ہے اگر اس میں کوئی فتور نہیں تو یقیناً اس طرح کا نکاح باعث خیر وبرکت ہے کیونکہ دو خاندان آپس میں مل بیٹھنے کا پروگرام رکھتے ہیں۔ اگر نیت صرف جواز کے لئے حیلہ تلاش کرنا ہے تو اس غیر مشروط تبادلہ نکاح سے پرہیز کیا جائے کیونکہ مستقبل میں یہ نکاح کوئی مفید اور ثمر آور ثابت نہیں ہوسکے گا۔ نکاح کے مسئلہ میں انسان کو انتہائی دوراندیشی سے کام لینا چاہیے۔ کیونکہ زندگی کا یہ بندھن صرف ایک مرتبہ ہوتا ہے یہ کوئی بجلی کا بلب نہیں ہے کہ جب ضرورت پڑے تو لگا لیا جائے اور خراب ہونے پر اسے اتار دیا جائے۔ اپنی طرف سے نہایت اخلاص کے ساتھ کوشش کرکے پھر معاملات اللہ تعالیٰ کے حوالے کردیے جائیں۔ [واللہ اعلم]

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ اصحاب الحدیث](#)

جلد:2 صفحہ:333